علمائے مراکش کے سوالات

[رابطۃ العلماء مراکش کے علماء اور مذہبی رہنماؤں کی تنظیم ہے۔ اس کے سربراہ مراکش کے نامور عالمِ دین اور ادیب شہیر استاذ عبداللہ کنون ہیں۔ طنجہ میں اس تنظیم کا مرکز ہے اور ملک کے مختلف حصوں میں اس کی شاخیں قائم ہیں۔ مراکش کے تمام دینی حلقے بلا استثناء اس تنظیم سے وابستہ ہیں۔ "المیثاق" کے نام سے اس کا ایک ہفتہ وار اخبار طنجہ سے نکلتا ہے۔ رابطۃ العلماء کا ایک وفد سکرٹری جنرل شیخ ابن سعید العلوی کی قیادت میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مدظلہ العالی سے ۲۱ ستمبر ۶۹ء کو ملا۔ اس وفد کی طرف سے مولانا محترم کی خدمت میں ایک سوالنامہ پیش کیا گیا۔ یہ سوالنامہ اور مولانا محترم کے جوابات قارئین ترجمان القرآن کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔

خ ح]

سوال۔ آپ ہمیں جماعت اسلامی پاکستان کے بارے میں کچھ بتائیں۔

جواب۔ جماعت اسلامی کو قائم ہوئے ۲۸ سال ہو چکے ہیں۔ اس جماعت کا مقصد اسلام کو اس کی پوری شکل اور رُوح کے ساتھ زندگی کے ہر پہلو میں قائم کرنا ہے، خواہ اس کا تعلق عقائد و عبادات سے ہو، یا اخلاق اور معاشرت سے، یا تمدن و تہذیب سے، یا سیاست اور معیشت سے، یا صلح و جنگ سے۔ ہم دین کو ایک پورا نظامِ زندگی سمجھتے ہیں۔ اسے اجزاء میں تقسیم نہیں کرتے اور اس کے کسی شعبے کو دوسرے شعبے کی بہ نسبت کم قدر و قیمت کا حامل نہیں مانتے۔ اس دین کو پوری طرح قائم کرنے کے لیے جماعت اسلامی ہر میدان میں کام کر رہی ہے۔ وہ عقاید اور اعمال و اخلاق کی اصلاح کے لیے بھی کوشاں ہے، سیاسی نظام کی اصلاح کی کوشش بھی کر رہی ہے اور اسلامی قانون کو نافذ کرنے کے لیے تمام ممکن تدابیر

عمل میں لا رہی ہے۔

سوال۔ کیا پاکستان میں اور بھی اسلامی تحریکیں ہیں؟ اور کیا ان کے درمیان تعاون و یک جہتی ہے؟

جواب۔ دوسری اسلامی تحریکیں بھی پاکستان میں کام کر رہی ہیں۔ ایک تحریک علماء میں کام کر رہی ہے جس کا نام اتحاد العلماء ہے۔ ایک اور تحریک طلبہ میں کام کر رہی ہے جس کا نام اسلامی جمعیت طلبہ ہے۔ ایک اور تحریک کسانوں میں کام کر رہی ہے جس کا نام کسان بورڈ ہے۔ ایک اور تحریک مزدوروں میں کام کر رہی ہے جس کا نام لیبر آرگنائزیشن ہے۔ جماعت اسلامی کا اب ان سب کے ساتھ بہت گہرا تعاون ہے۔ اس کے علاوہ متعدد سیاسی جماعتیں ملک میں قائم ہیں جو اپنا مقصد جمہوریت اور اسلامی نظام کا قیام قرار دیتی ہیں۔ سیاسی میدان میں جماعت اسلامی اور ان کے درمیان تعاون ہو رہا ہے۔ ملک میں علماء کی بھی متعدد جماعتیں ہیں جن میں سے صرف ایک اشتراکیت کی حامی ہے اور ہر معاملہ میں اشتراکیوں کا ساتھ دے رہی ہے۔ باقی تمام جماعتیں ان کی اس پالیسی کی مخالف ہیں، اور علماء کی عظیم اکثریت اسلامی نظام کے قیام کی خواہاں اور اس کے لیے کوشاں ہے۔

سوال۔ جماعت اسلامی نے کتنی کتابیں شائع کی ہیں اور کتنے اخبارات و رسائل جاری کیے ہیں؟

جواب۔ جماعت اسلامی نے اب تک تقریباً دو سو سے زائد کتابیں شائع کی ہیں جو قریب قریب معاشرے کے ہر عنصر کی ضروریات اور حالات کو پورا کرتی ہیں۔ کچھ اہلِ علم کے لیے ہیں اور کچھ خاص طور پر جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے۔ کچھ اہلِ سیاست کے لیے ہیں اور کچھ اہلِ قانون کے لیے۔ کچھ عوام کے لیے ہیں اور کچھ عورتوں اور بچوں کے لیے۔ اس کے علاوہ جماعت اسلامی کا لٹریچر ۱۹ زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہو رہا ہے جن میں سے تین یورپین زبانیں ہیں، انگریزی، جرمنی، فرانسیسی۔ کچھ ایشیائی زبانیں ہیں، عربی، فارسی، ترکی، انڈونیشی اور جاپانی۔ کچھ افریقی زبانیں ہیں، سواحلی اور ہاؤسا۔ اور باقی برصغیر ہند و پاکستان کی زبانیں ہیں۔ اس کے علاوہ جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے مختلف لوگ بنگلہ، انگریزی، اردو اور سندھی میں متعدد ہفتہ وار، ماہوار اور دو ماہہ پرچے شائع کر رہے ہیں۔ ایک خاص پرچہ ماہوار عورتوں کے لیے اور ایک ماہانہ بچوں کے لیے ہے۔

سوال ۔ کیا جماعت کے اندر عورتوں کی کوئی تنظیم بھی ہے ۔ اس کی سرگرمیوں اور طریقِ کار کی کیا تفصیل ہے ؟

جواب ۔ جماعت کی ایک شاخ مستقل طور پر عورتوں کے لیے ہے جن کے اجتماعات مردوں سے بالکل الگ ہوتے ہیں ۔ ان میں عورتیں ہی قرآن و حدیث کا درس دیتی ہیں اور عورتوں میں اشاعتِ دین کا کام کرتی ہیں ۔ مردوں کے اجتماعات میں اگر عورتیں مدعو کی جائیں تو وہ پردے کے پیچھے بیٹھتی ہیں ۔ جماعت سے تعلق رکھنے والی خواتین حجابِ شرعی کی پوری پابندی کرتی ہیں اور بے پردگی کے خلاف مسلسل جدوجہد کر رہی ہیں ۔ ان میں نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین بھی شامل ہیں جن میں سے بعض علومِ عصریہ میں ایم اے ہیں اور بعض ڈاکٹرنیاں بھی ہیں ۔ یہ سب مردوں اور عورتوں کی مخلوط سوسائٹی سے ، اور بے پردگی سے قطعی مجتنب ہیں ۔ وہ غیروں کے سامنے سر اور منہ بھی نہیں کھولتیں جسے عرب ملکوں نے حلال کر رکھا ہے ۔ اس سلسلے میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ پاکستان میں جو عورتیں مغربی تہذیب میں غرق ہو چکی ہیں وہ بھی منی اسکرٹ نہیں پہنتیں اور نہ غسل کے لباس میں علانیہ نہاتی ہیں ۔ پورے پاکستان میں آپ کو ایک مسلمان عورت بھی ایسی نہیں ملے گی جو اسکرٹ استعمال کرتی ہو کجا کہ منی اسکرٹ ۔ بے شک انہوں نے سر کھول دیا ہے اور بانہیں بھی برہنہ کر لی ہیں لیکن غنیمت ہے کہ ایران، ٹرکی اور عربی ممالک کی طرح ابھی تک ان کی پنڈلیاں نہیں کھلی ہیں ۔

سوال : کیا حکومت پاکستان دیوانی اور فوجداری معاملات میں اسلامی قانون نافذ کرتی ہے ؟

جواب : نہیں، انگریزوں کے زمانے میں صرف احوالِ شخصیہ (پرسنل لا) تک اسلامی قانون کا استعمال محدود ہو گیا تھا اور وہی کیفیت اب تک باقی ہے ۔

سوال : آپ نے جن اسلامی ملکوں کا دورہ کیا ہے اُن میں اسلام سے انحراف کس حد تک پایا جاتا ہے ۔ نیز اُس انحراف کو ختم کرنے کا کیا طریقہ ہے ؟

جواب : تمام بلادِ اسلامیہ میں جہاں بھی میں گیا ہوں یا تو اسلام سے کھلا کھلا انحراف پایا جاتا ہے اور اگر اسلام کا اعتقاد اور اس سے محبت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خواہش موجود ہے تو وہ زبان اور عمل کے تناقض کی شکار ہے ۔ یہی اصل غفلت ہے ۔ اِس حالت کو بدلنے کا طریقہ میرے نزدیک وہی ہے جسے

جماعت اسلامی نے پاکستان میں اختیار کر رکھا ہے۔

سوال - وہ کونسا بنیادی طریق کار ہے جسے مسلم اقوام کو اختیار کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنی حکومتوں سے یہ تسلیم کرائیں کہ اسلام دین بھی ہے اور ریاست بھی، عقیدہ بھی ہے اور نظام بھی، مصحف بھی ہے اور سیف بھی؟

جواب: تمام مسلمان قوموں کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی اپنی حکومتوں اور ان کے حکام پر یہ بات واضح کر دیں (جس طرح بھی مختلف ملکوں کے حالات میں ممکن ہو) کہ جب تک وہ اسلام کے مطابق کام نہیں کریں گی اس وقت تک ان کو کسی پہلو میں بھی قوم کی تائید حاصل نہ ہو سکے گی۔ کوئی حکومت بھی دنیا میں نہ طاقتور ہو سکتی ہے نہ کامیاب، جب تک اس کی پالیسی قوم کے عقیدے اور ضمیر سے مطابقت نہ رکھتی ہو۔ جو حکومت اپنی قوم کے ضمیر اور عقیدے کے خلاف چلتی ہے اس کی ساری قوتیں اپنے ہی گھر میں اپنی ہی قوم کے خلاف لڑنے میں ضائع ہو جاتی ہیں اور اس کا کوئی قدم ترقی کی راہ پر آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس کی نمایاں ترین مثال اسرائیل کے مقابلے میں عرب ریاستوں کی پے در پے شکستیں ہیں جو ۴۸ء سے وہ مسلسل کھا رہی ہیں، حالانکہ اسرائیل میں یہودیوں کی تعداد ڈھائی ملین سے زیادہ نہیں ہے اور عرب ۱۰۰ ملین ہیں۔ اگر اس پر بھی مسلمان حکمرانوں کی آنکھیں نہ کھلیں تو یہ مزید تباہیوں کو دعوت دینے کی ہم معنی ہے۔ اللہ ان لوگوں کو اپنی تائید سے محروم کر دیتا ہے جو اس کی کتاب رکھتے ہوتے بھی اس سے مُنہ موڑ رہے ہوں۔

سوال - تعلیمی کانفرنس کی قراردادوں اور فیصلوں کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب:- قراردادیں اور سفارشیں ساری اچھی ہیں۔ مَیں نے خود بھی ان سے اتفاق کیا ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے اپنی آخری تقریر میں کہا ہے، اصل چیز تنفیذ ہے اور ان کی تنفیذ اس کے بغیر نہیں ہو سکتی کہ بلادِ اسلامیہ میں جو لوگ مختلف جامعات کو چلا رہے ہیں ان کے اندر اخلاص اور اسلامی رُوح موجود ہو اور وہ فی الواقع عمل کا ارادہ کریں۔

سوال - مسلمان سربراہوں کی کانفرنس کے لیے آپ کونسے بنیادی خطوط تجویز کرتے ہیں جن کی روشنی میں وہ اپنے فیصلے صادر کرے؟

جواب - اس بات کو میں اپنی اس تقریر میں بیان کر چکا ہوں جو سانحہ مسجد اقصیٰ کے عنوان پر میں نے حال میں کی ہے اور جس کا عربی ترجمہ مراکش کے بعض اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ اب سے دو تین سال پہلے میں نے ۱۳-۱۴ تجاویز اُس وقت پیش کی تھیں جب سومالی لینڈ کے صدر اور شاہ فیصل کی طرف سے مسلم ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس منعقد کرنے کی تحریک ہوئی تھی۔ میں نے ان تجاویز میں متعدد ایسے مسائل کی نشان دہی کی تھی جو تمام عالم اسلامی کے مشترک مفاد سے تعلق رکھتے ہیں اور جنہیں مسلمان حکومتیں مل کر ہی حل کر سکتی ہیں۔

سوال - شاہ حسن ثانی کے عام موافقت اور خاص طور پر اسلامی کانفرنس کے انعقاد کے لیے ان کی دعوت کے بارے میں پاکستانی مسلمانوں کے تاثرات کیا ہیں؟

جواب - اسرائیل کے مقابلہ میں عربوں کی شکست کے موقع پر جتنے بیانات بھی عالم اسلامی کے اکابر کی طرف سے شائع ہوتے تھے ان میں سب سے زیادہ جس بیان کو پاکستانیوں نے پسند کیا وہ مولائی حسن الثانی کا بیان تھا۔ اور اب پورا پاکستان سربراہوں کی اس کانفرنس کے انعقاد پر شاہ حسن کی تعریف کر رہا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی میں برکت عطا فرمائے۔

سوال - عالمِ اسلامی اور علی الخصوص مراکش میں پائے جانے والے اخلاقی انحطاط اور فسق و فجور کے مظاہر کے بارے میں آپ کا کیا تاثر ہے؟

جواب - بلادِ عربیہ اور بعض دوسرے بلادِ اسلامیہ میں عورتوں کی بے پردگی اور بے حیائی کا فتنہ جس حد کو پہنچ گیا ہے اور علانیہ فسق و فجور کے جو مظاہرے ہو رہے ہیں انہیں دیکھ کر مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید مسلمان اُس عذاب کو بھی کافی نہیں سمجھتے جو مغربی استعمار کی شکل میں اُن پر نازل ہوا تھا۔ بجائے اس کے کہ وہ اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرتے کہ اس نے اِس عذاب سے اُن کو نجات دے دی، وہ کسی مزید اور سخت تر عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ خصوصاً مجھے عربی بولنے والی قوموں پر سخت حیرت ہوتی ہے جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا ہے اور جن کی زبان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام فرمایا ہے۔ وہ براہِ راست خود دیکھ سکتے ہیں کہ عورتوں کے متعلق اللہ اور رسول نے کیا ہدایات دی ہیں

غیر عرب مسلمان تو پھر بھی یہ عذر پیش کرسکتے ہیں کہ وہ قرآن و حدیث کی زبان سے ناواقف ہیں لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اہلِ عرب خدا کے سامنے اس بے حیائی کے لیے کیا عذر پیش کریں گے جو ان کی موجودہ نسل اختیار کر رہی ہے۔

سوال۔ رابطۃ العلماء کے ارکان کے لیے آپ کی نصیحت اور مشورہ کیا ہے؟

جواب: رابطۃ العلماء کو میری نصیحت یہ ہے کہ یا تو وہ خود ایک سیاسی جماعت کی حیثیت سے اٹھیں اور اپنے بل بوتے پر اقامتِ دین کی دعوت اہلِ مراکش کو دیں، یا اگر کسی سیاسی پارٹی کے ساتھ تعاون کریں تو اس شرط کے ساتھ کریں کہ وہ تناقض اور نفاق سے بری ہو کر سیدھا سیدھا اسلام قائم کرنے کے لیے تیار ہو۔ اُس کی پالیسی بنانے میں علماء کو دخیل ہونا چاہیے۔ علماء کی یہ حیثیت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ فقط سیاسی پارٹیوں کے دعاگو بن کر رہیں یا اپنے اثر سے مسلمانوں میں اُن کا اعتماد تو قائم کر دیں مگر ان کی پالیسی بنانے میں ان کا کوئی دخل نہ ہو۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ علماء علومِ عصریہ سے واقفیت پیدا کریں تاکہ موجودہ نوجوان نسل کو وہ سمجھ سکیں اور ان کی مشکلات کو حل کرسکیں۔ اگر علماء نے اس معاملے میں غفلت برتی تو صرف پرانے طرز کے دیندار اُن کے ساتھ رہ جائیں گے اور نئی نسل کو راہ راست دکھانے میں وہ ناکام ہو جائیں گے۔ علماء کو یہ استعداد اپنے اندر پیدا کرنی چاہیے کہ نئی نسل کو اپنی بات سمجھا سکیں اور ان کی ذہنیت کے مطابق اُن کی تفہیم کرسکیں۔

مریم جمیلہ کی معرکہ آرا انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ

اِسلام —— ایک نظریہ۔ ایک تحریک

جو ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے، اعلیٰ کاغذ پر۔ سائز ۱۸×۲۳/۸۔ قیمت اعلیٰ ایڈیشن ۱۰ روپے سستا ایڈیشن ۷ روپے

مترجم: آباد شاہ پوری ایم۔ اے شائع کردہ محمد یوسف خاں سنت نگر۔ لاہور

ادارۂ ترجمان القرآن، اچھرہ۔ لاہور سے طلب فرمائیں